ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر حمیرا شہباز

استاد شعبۂ فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، پاکستان

محمد اعظم

پی ایچ ڈی اسکالر شعبۂ اردو، نمل اسلام آباد، پاکستان

اقبال کے خطوط خواتین کے نام۔ فکری اور فنی مطالعہ (۱)

Dr. Humaira Shahbaz

Senior Instructor, Persian Department, NUML, Islamabad, Pakistan.

Muhammad Azam

Scholar Ph.D Department of Urdu, NUML, Islamabad, Pakistan.

Iqbal's Letters to Women- A Critical Study of His Mind and Art

Letters have been a form of writing since the beginning. It is called the art of literature. In letters, the letter writer sends his thoughts and feelings in writing to the addressee. Letters have been written in various forms and styles since the beginning of prose. Letters of various historical figures have gained recognition in the world of literature. Dr. Muhammad Iqbal has an important place in poetry as well as prose writing and most of his prose works are letters. Allama Iqbal's letters are in Urdu, English, Persian, Arabic and German. Iqbal wrote these letters not only to his loved ones but also to the contemporary scholars, literary and political figures. Numerous collections of Iqbal's letters have been published which offer the possibility of new research topics in Iqbal Studies, including dozens of letters addressed to women. This article discusses the letters that Allama Iqbal wrote to several women and for this study Muzaffar Hussain Burni's Collection of letters of Iqbal is taken into consideration. This study uses a critical and descriptive approach to the text being reviewed. In addition to Iqbal's style of writing, the

---

۱۔ یہ مقالہ ایچ ای سی کے تسلیم شدہ این آر پی یو ۲۰۲۰ پراجیکٹ #۱۲۴۰۴ کی تحقیقی سرگرمیوں کا حصہ ہے۔ ڈاکٹر حمیرا شہباز، پراجیکٹ کی پرنسپل انویسٹی گیٹر اور محمد اعظم پراجیکٹ کے معاون تحقیق کار ہیں۔

article discusses intellectual topics discussed in letters. By reading these letters one can understand the consciousness of Iqbal's personality and art.

Keywords: *Iqbal, Women, Letters, Correspondence, Society, Intellectual Evolution, Art Writing, Stylistics.*

مکتوب نگاری کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود تحریر کی۔۱۸۸۷ء میں عراق کے میں ماہرین آثار قدیمہ نے کھدائی میں جو تختیاں دریافت ہوئیں۔ان تحریروں کو ماہرین نے خطوط قرار دیا جو فراعنۂ مصر کے نام لکھے گئے تھے۔ان خطوط کا زمانۂ تحریر تین ہزار سال قبل کا ہے جو سریانی زبان میں لکھے گئے۔علاوہ ازیں قرآن مجید میں ایک خط کا ذکر ملتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سباء (ملک یمن) کے نام لکھا تھا۔ قبل مسیح دور کے 'ہومر" کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ یونان میں خطوط لکھنے کا رواج تھا۔یونان کے بعض مکاتیب خاص طور پر افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے خطوط کا بھی تحقیقات سے پتہ چلا ہے۔ساتھ ہی یونانی تہذیب کے فوری بعد رومن تہذیب کے مکاتیب لاطینی زبان میں ملتے ہیں۔حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں مثلاً سینٹ پال، سینٹ پیٹرس و دیگر خطوط بھی یونانی زبان میں ملتے ہیں۔عربوں میں اسلام کی آمد کے بعد باضابطہ خطوط لکھے گئے۔خود رسول ﷺ اور خلفۂ راشدین کے کئی خطوط آج بھی محفوظ ہیں۔عباسی دور میں البتہ اس پر باضابطہ توجہ دی گئی اس وقت اسے "انشاء نویسی" کہتے تھے۔ایرانی بادشاہوں نے ہر دور میں فارسی میں خطوط لکھے ہیں۔ایران میں اسلام کی آمد کے بعد "دارالانشاء" بھی قائم ہوا جہاں "منشی" یا "دبیر" کے تقررات ہوا کرتے تھے کیونکہ سرکاری زبان عربی اور عوامی زبان فارسی تھی۔ہندوستان میں مختلف صوفیائے اکرام نے اپنی خانقاہوں سے فارسی زبان میں بے شمار خطوط تحریر کئے۔[۱]

اردو میں مکتوب نگاری کی روایت مشرقی علوم کے عہدِ قدیم سے منسلک ہے۔شاہی درباروں اور امرا کی محفلوں نے ان صنف کو حیرت انگیز طور پر فروغ دیا۔مکتوب نگاری کے لیے باقاعدہ مکتوب نگار مامور ہوا کرتے تھے۔اردو مکتوبات نگاری کو اہمیت البتہ غالب کی مکتوب نگاری سے حاصل ہوئی اور مکتوب نگاری نے نثر کی ایک صنف کی حیثیت سے ادب میں جگہ پائی ہے ۔ اردو میں خطوطِ غالب، انشا، مومن اور اقبال جیسے مشاہیر کے خطوط کے ایسے بے مثال مجموعے ہیں جن میں تاریخ، ادب، انشاپردازی، فلسفہ، سیاست، عمرانیات اور تصوف وغیرہ جیسے بے بہا علوم کے خزانے پنہاں ہیں۔اردو مکتوب نگاری کے فن اور ارتقا کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ہے کہ اس صنف میں ہر قسم کے مضمون سموئے جاسکتے ہیں اور موضوع کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ یہ ادبی کارنامے ہیں جن میں علم وادب کی ایک دنیا آباد ہے۔ ان مکتوبات کے تحقیقی وتنقیدی مطالعے سے بڑی پیچیدہ اور گنجلک گتھیاں سلجھائی جاسکتی ہیں۔

خطوط کسی بھی شخصیت کا آئینہ ہوتے ہیں جس کے ذریعے اس کی حقیقی فکر آشکار ہوتی ہے۔ اس لیے کسی ادیب کی تقاریر اور تصانیف سے زیادہ خطوط اہمیت رکھتے ہیں۔ خطوط کی اہمیت کے بارے میں شاداب تبسم اپنی کتاب "اردو مکتوب نگاری" میں لکھتے ہیں:

> "ادب کی وہ صنف جن کے ذریعے انکشافِ ذات یا جن کے ذریعے ہم کسی شخص کے پورے خدوخال کو دیکھ سکیں ہمیشہ دلچسپی کا باعث رہے ہیں۔ خودنوشت، سوانح عمری، ڈائری یا خطوط کے ذریعے ہم مصنف کی روزمرہ کی زندگی، اس کے جذبات واحساسات، اس کے اعمال واشغال کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ خطوط سوانح کے ساتھ ساتھ فنِ تاریخ نویسی کے بھی بہترین ماخذ ہوتے ہیں"۔ [۲]

خطوط نگاری کو ادبِ لطیف بھی کہا جاتا ہے۔ خطوط میں مکتوب نگار اپنے خیالات وجذبات کو تحریری شکل دے کر مکتوب الیہ کو ارسال کرتا ہے۔ خطوط کتنے ہی ذاتی کیوں نہ ہوں، اور موضوع کے اعتبار سے کتنے ہی محدود کیوں نہ ہوں ایک اچھا مکتوب نگار کا قلم مکاتیب میں ایسی رنگینی پیدا کردیتا ہے کہ مکاتیب ادبی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ان خطوط کو زیر بحث لایا گیا ہے جو کہ علامہ اقبال نے ہم عصر خواتین یا چند احباب کی بیگمات کو لکھے۔

اقبال کے خطوط اردو، انگریزی، جرمن، عربی اور فارسی زبانوں میں ہیں۔ ابھی تک اقبال سے منسوب کوئی تحریر سراسر جعلی ثابت نہیں ہوسکی ہے۔ [۳] مختلف اداوار میں، اقبال کے خطوط کے متعدد مجموعے اور کلیات کے علاوہ ان کے متعدد تراجم بھی منظر عام پر آچکے ہیں۔ یہ مجموعے جو کہ اقبال شناسی میں تحقیق کے نئے موضوعات کا امکان پیش کرتے ہیں۔ ان خطوط کا فکری وفنی مطالعہ اقبالیات کے قارئین کے لیے نہ صرف مفید ہے بلکہ اقبالیاتی تحقیق میں نئے در وا کرتا ہے۔ علامہ اقبال کے خطوط ان کی شخصیت کے فکری ارتقاء اور اس دور کی تہذیبی زندگی کی ارتقائی کیفیات کا مطالعہ کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔ ان کے خطوط میں ہمیں صرف ایک فلسفیانہ دماغ کا ہی

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

نہیں بلکہ ایک حساس اور دھڑکتے ہوئے دل اور سانس لیتی ہوئی زندگی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ ، زیب النساء کے مطابق اقبال کے خطوط اردو نثر کا نہایت شگفتہ نمونہ ہیں، یہ نہ بے رنگ ہیں اور نہ خشک۔[۴]

اقبال کی مکتوب الیہ خواتین:

اقبال کی مکتوب الیہ سولہ خواتین نام ہیں جنھیں اقبال نے خطوط لکھے۔ اقبال کے اہل خانہ میں سے ایک خط ان کی دوسری بیگم سردار بیگم کے نام ہے، جو اقبال نے انگلستان کے سفر پر جانے سے پہلے لکھا تھا اور ایک خط ان کی بہن کریم بی بی کے نام ہے۔ ہندوستان کے اندر اقبال نے اپنے چند دوست احباب کی بیگمات، اہم شخصیات اور چند دیگر خواتین کو لکھے، جیسے لیڈی مسعود کے نام ۳، بیگم گرامی کے نام ۸، بیگم صغری ہمایون مرزا کے نام ۴، ڈاکٹر حبیب النساء کے نام ایک خط ہے۔ ایک خط ایک نامعلوم خاتون کے نام ہے۔ جن چند غیر ملکی خواتین کو اقبال نے معدودے چند خط لکھے ان مسٹر اسٹرے ٹن کے نام ان کے شوہر کی وفات پر ایک تعزیتی خط ہے۔ اقبال نے ایک خط اپنے استاد گرامی پروفیسر آرنلڈ کی بیگم کو لکھا اور ۲ خط ان کی بیٹی نینسی آرنلڈ کو۔ اقبال کی خط وکتابت اپنے زمانے کی ایک غیر ملکی برطانوی سیاستدان خاتون مس فارک ہرسن کے ساتھ بھی تھی۔ ان کے نام اقبال ۱۰ خطوط دستیاب ہیں۔۔ مس مارگریٹ فارک ہرسن نیشنل لیگ آف انگلینڈ کی بانی تھیں۔ یہ لیگ ۱۹۱۴ء میں قائم کی گئی۔ اس کا مقصد برطانیہ کی جنگی مساعی میں مدد دینا تھا۔ جنگ عظیم اول ختم ہوئی تو اس کا مقصد اشتراکیت کے خلاف جدوجہد کے علاوہ دنیا کے مسلم ممالک سے سلطنت برطانیہ کے خوشگوار تعلقات استوار کرنا تھا۔ مس فارک ہرسن مسلمانوں کی ہمدرد تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ ان زیادتیوں کا مداوہ ہو جو برطانیہ نے جنگِ عظیم کے دوران عالمِ اسلام کے ساتھ کی تھیں۔

جن دو خواتین کے ساتھ اقبال کی خط و کتابت زندگی کے آخری ایام تک رہی وہ عطیہ فیضی اور ایما ویگے ناست ہیں۔ عطیہ فیضی وہ خاتون ہیں جنہوں نے اپنے نام اقبال کے مکتوبات کو خود شائع کروایا۔ اقبال از عطیہ بیگم، یہ کتاب سب سے پہلے انگریزی میں وکٹری پرنٹنگ پریس بمبئی ۱۹۴۹ء شائع ہوئی۔ اس کتاب میں اقبال کے دس خطوط مع عکس شامل ہیں۔ یہ خطوط جولائی ۱۹۰۵ء میں" نگار" لکھنو میں سب سے پہلے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئے تھے۔ ستمبر ۱۹۵۶ء میں ضیاء الدین برنی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا جو اقبال اکادمی کراچی نے شائع کیا۔ اس کتاب میں عطیہ بیگم کے نام اقبال کا خط محررہ ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء کی عکس نقل شامل ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ شامل نہیں ہے۔[۵] عطیہ فیضی بمبئی کے ایک تعلیم یافتہ خاندان میں ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۰۷ء میں اعلیٰ تعلیم

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

کے لیے یورپ گئیں۔ علامہ اقبال سے ان کا تعارف اپریل ۱۹۰۷ء میں ہوا۔ اس ابتدائی تعارف کے بعد مشترک ذوق کی بناپر اقبال اور عطیہ کے مابین فلسفہ موضوعِ گفتگو بن گیا۔ عطیہ فیضی ایک ذہین خاتون تھیں ۔ ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی کتاب "زندہ رود" میں عطیہ فیضی کے متعلق لکھتے ہیں:

> "اقبال کے ہائیڈل برگ جانے سے پیشتر عطیہ فیضی انھیں ہر دوسرے تیسرے روز ملتی رہیں۔ اس دوران اقبال نے انھیں، دنیا کی تاریخ، کے موضوع پر جرمن زبان میں اپنا تحریر کردہ مضمون دکھایا۔"[۶]

اقبال کے سب سے زیادہ خطوط ایما ویگے ناسٹ کے نام ہیں۔جن سے اقبال نے ہائیڈل برگ میں ۲۰ جولائی سے اوائل اکتوبر ۱۹۰۷ء تک جرمن زبان کا درس لیا۔ کیونکہ انھیں پی۔ایچ۔ڈی کے زبانی امتحان جرمن زبان میں دینا طے پایا تھا۔ اقبال کے خطوط سے پتا چلتا ہے کہ ایما اور اقبال نے مل کر مشہور شاعر گوئٹے کو پڑھا تھا۔ ایما ویگے ناسٹ کی مادری زبان جرمن تھی لیکن وہ فرانسیسی اور یونانی سے بھی خوب واقف تھیں۔ وہ فلسفے اور شاعری سے بھی خوب شغف رکھتی تھیں اور یہی وجہ ان کے اور علامہ اقبال کے مابین وجہ اشتراک تھی ایما ویگے ناسٹ کے نام اقبال کے خطوط کا دورانیہ ۱۶/اکتوبر ۱۹۰۷ء سے ۲۱ جنوری ۱۹۳۳ء تک جو تقریباً چھبیس برسوں پر محیط ہے۔ یہ خطوط اقبال کے دلی جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں نہ علمی وادبی موضوعات پر گفتگو ہے نہ یہ معاشرتی وتہذیبی اور نہ ہی سیاسی اور عالمی صورتِ حال سے متعلق ہیں بلکہ صرف اور صرف دو افراد کے درمیان باہمی گفتگو ہے۔ سید مظفر حسین برنی ایما ویگے ناسٹ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "مس ایما ویگے ناسٹ ۱۸۷۹ء میں جرمنی پیدا ہوئیں اور ۱۹۶۴ء میں انتقال ہوا۔ علامہ اقبال کے ہائیڈل برگ میں قیام کے دوران (جولائی تا اکتوبر ۱۹۰۷ء) میں اقبال کو جرمن زبان سکھانے کے لیے اتالیق مقرر ہوئیں۔ وہ ایک خوبصورت، مہذب اور باسلیقہ خاتون تھیں۔"[۷]

عطیہ فیضی اور ایما ویگے ناسٹ کی چونکہ باہمی ملاقات بھی تھی اس لیے اقبال ان دونوں کو بھی ایک دوسرے کے حال سے باخبر رکھتے:

> "مس فیضی بمبئی میں ہیں۔ ان کی والدہ انتقال کر گئی ہیں، اور وہ بہت غمزدہ ہیں۔ اب وہ کچھ بہتر ہیں۔ (۲۰ جولائی ۱۹۰۹ء)"[۸]

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

اقبال کے خطوط کے فکری محاسن:

کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، مرتبہ مظفر برنی کو اس تحقیق کے لیے بنیاد بنایا گیا، جو کہ اب تک کے مرتبہ مکتوبات کا سب سے بڑا مجموعہ ہے۔ اب تک جتنے مکتوبات دستیاب ہوئے ہیں ان کی تعداد لگ بھگ ۱۴۵۰ ہے[۹]۔ جن میں ۶۷ خطوط خواتین کے نام ہیں۔ اقبال تمام لوگوں کے خط کا جواب دیا کرتے تھے۔ اقبال کے ایک بھی خط میں کسی بھی قاری نے آج تک یہ شکوہ نہیں کیا کہ آپ نے خط کا جواب نہیں دیا۔ زیادہ تر خطوط کے جوابات خود دیا کرتے تھے ۔ زندگی کے آخری ایام میں جب بصارت کافی کمزور ہو گئی تو دوستوں سے مدد لینے لگے لیکن خطوط کے جواب لکھنے میں تغافل سے کام نہیں لیا۔ زیب النساء اپنی کتاب "اقبال کی اردو نثر ایک مطالعہ"، میں اقبال کے اردو خطوط پر بحث کرتے لکھتی ہیں کہ آخری عمر میں بصارت کی بنا اقبال بقلم خود خط لکھنے سے قاصر تھے، اور خطوط اقبال کے کاتبین میں ایک نام مس ڈورالینٹ ویرا کا بھی ذکر آیا ہے۔[۱۰]

خواتین کے نام اقبال کے خطوط سے ان کی شخصیت کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ اقبال ایک بے باک انسان تھے اور صاف گوئی سے کام لیتے تھے۔ خواتین کے نام خطوط میں بھی ایسی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ صغریٰ ہمایوں نامی خاتون نے اقبال کو اپنا کلام اصلاح کئے لیے بھیجا تو اس کے جواب میں اقبال نے جواب دیا:

> "آپ کے اشعار صاف ہیں۔ افسوس کہ میں فنِ اصلاح سے نابلد ہوں۔ محض آپ کے تعمیلِ ارشاد کے خیال سے بعض جگہ کچھ الفاظ بدل دیے گئے۔ رسالہ نورجہاں امرتسر میں بھیج دیجیے۔ میری بیوی سلام عرض کرتی ہیں۔(محررہ، ۱۲ جولائی ۱۹۲۸ء)"[۱۱]

اس خط میں اقبال نے نہ صرف صاف گوئی سے کام لیا اور اپنی فنِ اصلاح سے لاعلمی کا عذر بھی پیش کیا ہے۔ اسی طرح ایک جگہ پر بیگم گرامی کو لکھتے ہیں:

> "آپ کا خط ابھی ملا جسے پڑھ کر مجھے کوئی رنج نہیں ہوا۔ عورتوں کو کسی معاملے کے متعلق مشورہ دینا آسان کام نہیں کیونکہ ان کو معاملات کی سمجھ نہیں۔ اس کے علاوہ وہ فطر تاً بد ظن ہوتی ہیں اور خواہ کتنی ہی سچی بات کیوں نہ کہی جائے ان کو اس پر اعتبار کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ آپ کے عزیز سے میں نے کبھی وعدہ نہیں کیا کہ کتاب کی کتابت طباعت وغیرہ کا کام میں اپنے ذمہ لوں گا۔ میں اس کام کی قطعاً واقفیت نہیں رکھتا اور جو صاحب ازراہِ

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

عنایت میرے لیے یہ کام کر دیا کرتے تھے وہ اس زحمت کو گوارہ کرنے سے قاصر ہیں۔(محررہ، ۱۹۳۰ء)"[۱۲]

اس خط کو پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اقبال کس صاف گوئی سے کام لیا کرتے تھے اگرچہ بات کتنی ہی چبھتی ہوئی نہ ہو۔ انوری بیگم کے نام خط میں لکھتے ہیں:

"نوازش نامہ مل گیا ہے۔ آپ کے خیالات پاکیزہ اور بلند ہیں۔ اخبار انقلاب لاہور کے ایڈیٹر سے اور نیاز میاں سر محمد شفیع اور نواب سر ذوالفقار علی خان سے میں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ایک دوروز کے بعد اخبار میں ان کی اشاعت ہو گی۔(محررہ، ۲۱ دسمبر ۱۹۲۹ء)"[۱۳]

اقبال نے خطوط کو اپنی فکر، سوچ اور خیالات کی ترسیل کا ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ خطوط میں بے تکلفی اور شوخی بھی موجود ہے جسے پڑھ کر قارئین حظ اٹھاتے ہیں۔ عطیہ فیضی سے اقبال کے تعلقات دوستانہ نوعیت کے تھے اس لیے وہ ان کو اپنے دل کا حال اپنی جذباتی کیفیات بڑے آرام سے لکھ دیتے تھے۔۔ عطیہ فیضی ایسی خاتون ہیں جن سے اقبال اپنی زندگی کے اواخر تک رابطے میں رہے اقبال انھیں اپنی کتب کے بارے میں بتاتے ہیں اور اپنی نئی نظمیں دکھاتے ہیں۔ اقبال کی پہلی شادی جو ۱۸۹۳ء میں ہوئی تھی اور یورپ جانے سے قبل ہی اقبال اپنی پہلی بیوی سے الگ لاہور میں رہ رہے تھے اور اپنی شادی شدہ زندگی سے غیر مطمئن تھے۔ علامہ اقبال اپنے ایک خط میں عطیہ فیضی کو لکھتے ہیں:

"میری زندگی حددرجہ تلخ ہے۔ وہ مجھ پر میری بیوی مسلط کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے والد صاحب کو لکھ دیا ہے کہ انہیں میری شادی ٹھہرانے کا کوئی حق نہ تھا۔ بالخصوص جبکہ میں نے ایسے کسی حبالہ عقد میں داخل ہونے سے دو ٹوک انکار کر دیا تھا۔ میں اس کا نان نفقہ برداشت کرنے کو تو ضرورآمادہ ہوں لیکن اسے اپنے ساتھ رکھ کر اپنی زندگی کو اجیرن بنانے کے لیے قطعی تیار نہیں ہوں۔ ایک انسان ہونے کے ناطے میرا بھی خوشی پر حق ہے۔ اگر سوسائٹی یا نیچر مجھے اس سے محروم کرتی ہے تو میں دونوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتا ہوں اس کا واحد علاج یہی ہے کہ میں اس بدبخت ملک کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دوں یا پھر شراب میں پناہ ڈھونڈوں جو خودکشی کو آسان تر بنا دیتی ہے۔ یہ کتابوں کے مردہ اوراق میرے لیے سرمایہ مسرت سے عاری ہیں۔ میری روح کا سوزان

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

کے ساتھ تمام سماجی رسوم ورواج کو جلا کر خاک کر دینے کے لیے کافی ہے۔(۹ ،اپریل ۱۹۰۹ء)"[۱۴]

علامہ اقبال عطیہ فیضی کے خطوط پا کر سکون حاصل کرتے ہیں اور ان سے ملنے کے مشتاق ہیں۔اپنے خط میں لکھتے ہیں:

"آپ کے مکتوب نے مجھے انتہائی سکون بخشا ہے۔میں بھی آپ سے ملنے کا آرزومند ہوں اور اپنے تمام تر وجود کو آپ کے سامنے بے نقاب کر دینا چاہتا ہوں۔ آپ فرماتی ہیں کہ آپ مجھ سے بہت سے سوال کرنا چاہتی ہیں۔ بسم اللہ! آپ کے خطوط ہمیشہ محفوظ انداز میں رکھتا ہوں۔ کسی کی ان تک رسائی نہیں اور آپ جانتی ہیں کہ میں آپ سے کوئی بات چھپاتا نہیں۔ بلکہ ایسا کرنا گناہ سمجھتا ہوں۔ مجھے تسلیم ہے کہ میرے خط جیسا آپ فرماتی ہیں بالکل طمانیت بخش ہیں لیکن انہی وجوہ کی بنا پر جو آپ نے اپنے گذشتہ عنایت نامہ میں بیان کیں تھیں، ایسا ہونا ناگزیر تھا۔ مجھے فراموش کاری کا مرتکب نہ گردانیے یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔(۱۷،اپریل ۱۹۰۹ء)"[۱۵]

انسان اپنے دوستوں سے ہر طرح کی گفتگو کرتا ہے اور ہر موضوع پر ان سے مشورے بھی طلب کرتا ہے۔ اقبال خواتین سے سیاسی گفتگو کرتے تھے اور سیاست پر ان کی رائے کو بھی مقدم سمجھتے تھے۔علامہ اقبال بھی عطیہ فیضی سے نہ صرف نجی اور ذاتی گفتگو کرتے ہیں بلکہ سیاسی گفتگو اور مشورے بھی کرتے ہیں۔ تقسیمِ بنگال پر اپنا ردِ عمل اور خدشات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بنگال کی تقسیم———— مسلم بنگال کی ہندو بنگال سے علیحدگی۔بنگالہ ہندو کے خیال میں ایک کاری زخم تھا جو حکومت نے بنگالی قومیت کے قلب پر لگایا———— لیکن حکومت نے دہلی کو دارالسلطنت قرار دے کر اپنے فیصلہ کی خود ہی کمال ہوشیاری سے تنسیخ بھی کر دی ہے۔ بنگالی سمجھتا ہے جیت اس کی رہی لیکن اسے نظر نہیں آتا کہ اس کی اہمیت گھٹا کر صفر کر دی گئی ہے۔"(محررہ، ۱۴/دسمبر ۱۹۱۱ء)[۱۶]

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

علامہ اقبال کے احباب میں ہر مذہب کے لوگ بلا امتیاز جنس کے شامل تھے۔ جو بھی ان کی سیاسی فکر کی ترسیل میں معاون ثابت ہوا، اقبال نے ان سے رابطہ کیا اور تبادلہ خیال کیا۔ اس سلسلے میں ان کی کچھ خط و کتابت مس مارگریٹ فارک ہرسن سے بھی ہوئی۔ مس فارک ہرسن سے علامہ اقبال سیاسیات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "عنایت ناموں کے لیے سراپا سپاس ہوں مسلم ہند کی جانب سے نیشنل لیگ کی بروقت سعی کے لیے آپ کا شکریہ۔ امید ہے کہ آپ حکومت کی احمقانہ فلسطینی حکمتِ عملی کے خلاف برطانوی رائے عامہ کا بیدار کرنے میں کامیاب ہوں گی۔ "نجات دہندہ گاندھی" ایک کتاب ارسالِ خدمت ہے۔ آپ کو یاد ہو گا۔ آپ نے مجھے اے۔ این فیلڈ کی ایک کتاب دی تھی، جس میں یہودی بین الاقوامی زرداروں کے ناپسندیدہ مشاغل کا تذکرہ تھا۔ جو کتاب آپ کو بھیج رہا ہوں، اس سے آپ کو فیلڈ کی کتاب کے مطالعہ سے معاشیات کے ایک ہندوستانی طالب علم کے ردعمل کا اندازہ ہو سکے گا۔ اس کا خیال ہے کہ گاندھی بین الاقوامی یہودی زرداروں کی سازش میں شامل اوران کا ایجنٹ ہے۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔" (محررہ، ۲۲نومبر ۱۹۳۳ء)[۱۷]

اقبال ایما ویگے ناسٹ کو پسند کرتے تھے اور یہ پسند کا رشتہ باہمی تھا۔ ایما بھی اقبال کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ ایما ویگے ناسٹ کے نام اقبال کے خطوط پہلی بار سعید اختر درانی اپنی کتاب "اقبال یورپ میں" جو ۱۹۸۵ء میں منظرِ عام پر آئی، میں منظر عام پرلائے۔ یہ خطوط اقبالیات میں ایک عظیم اضافہ تھا جس سے اقبال کا ایک نیا روپ سامنے آتا ہے۔ اقبال ایما کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یورپ میں گھر بنا کر وہیں رہنا چاہتے ہیں لیکن حالات نے انھیں اجازت نہ دی۔ ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالات کی ستم ظریفی کا احساس ایما کو بہت پہلے ہی ہو گیا تھا۔ اقبال ایما سے بے تکلف تھے اور یہ بے تکلفی خطوط میں بھی عیاں ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "یہ آپ کا بڑا کرم تھا کہ آپ نے (خط) لکھا لیکن بہت مختصر۔ میں اس وقت تک آپ کو نہیں لکھوں گا، جب تک آپ مجھے وہ خط نہیں بھیجتیں، جو آپ نے پھاڑ ڈالا ہے، یہ بڑی بے رحمی ہے۔ آپ ہائیڈل برگ میں تو ایسی نہیں تھیں۔ شاید ہائیل برون کی آب وہوا نے آپ کو بے مہر بنا دیا ہے۔" (۲۳ /اکتوبر ۱۹۰۷ء)[۱۸]

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

اقبال کا ایما سے قلبی لگاؤ تھا اور وہ ایما کے بغیر جی سکنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اقبال کے دل میں محبت کے جذبات موجزن تھے۔ اپنے خط میں وہ لکھتے ہیں:

"میں زیادہ لکھ یا کہہ نہیں سکتا۔ آپ تصور کر سکتی ہیں کہ میرے باطن میں کیا ہے۔۔۔ میری بہت بڑی خواہش یہ ہے کہ میں دوبارہ آپ سے بات کر سکوں اور آپ کو دیکھ سکوں ـــــــــــ لیکن میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ جو شخص آپ سے دوستی کر چکا ہو۔ اس کے لیے ممکن نہیں کہ آپ کے بغیر وہ جی سکے۔ براہ کرم میں نے جو لکھا ہے اس کے لیے مجھے معاف فرمایئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس قسم کے اظہارِ جذبات کو پسند نہیں کرتیں۔(۲ دسمبر ۱۹۰۷ء)"

اقبال ایما سے تصاویر کا تقاضا کرتے ہیں اور ایما اپنی تصاویر اقبال کو بھیجتی ہیں۔ اقبال ان تصاویر کو اپنے کمرے میں میز پر سجاتے ہیں اور خط میں لکھتے ہیں کہ یہ تصاویر ان کے دل پر ہمیشہ نقش رہیں گی۔ اقبال اپنے خط میں لکھتے ہیں:

"شاید یہ میرے لیے ممکن نہ ہو گا کہ میں دوبارہ آپ کو دیکھ پاؤں۔۔۔ لیکن میں یہ ضرور تسلیم کرتا ہوں کہ آپ میری زندگی میں ایک حقیقی قوت بن چکی ہیں۔ میں آپ کو کبھی فراموش نہ کروں گا اور ہمیشہ آپ کے لطف و کرم کو یاد رکھوں گا۔"(۲۰ جنوری ۱۹۰۸ء)[۱۹]

اقبال ویگے ناسٹ کے بڑے گرویدہ تھے اور اس بات میں کسی شبے کی گنجائش نہیں۔ لیکن خطوط سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گرویدگی بالکل پاک اور معصوم تھی۔ پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر اپنی کتاب "اقبال کی شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ" میں اقبال اور ایما ویگے ناسٹ کے تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال اور ایما کا تعلق محبت کا تھا۔ حالات سازگار ہوتے تو اقبال ایما کے سامنے شادی کی تجویز رکھتے لیکن حالات کبھی سازگار نہ ہوئے۔ قدرت کے اس جبر کا احساس ایما کو اقبال سے پہلے ہوا۔ اقبال اسے ایک خط میں لکھتے ہیں "آپ نے لکھا تھا کہ آپ نے بڑے طوفانوں میں سے گزرنے کے بعد اپنی طمانیتِ قلب دوبارہ حاصل کر لی ہے۔ میں نے سمجھا کہ آپ

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

میرے ساتھ مزید خط و کتابت نہیں کرنا چاہتیں اور اس بات سے مجھے بڑا دکھ ہوا۔ اب مجھے آپ کا خط موصول ہوا ہے اور اس سے مجھے مسرت ہوئی ہے"۔[۲۰]

اقبال کا ایما سے بیشتر جذباتی اظہار ان کی دوسری شادی سے پہلے کی خط و کتابت میں ہے۔ بعد کے خطوط میں صرف آپ عہد رفتہ کی حسین یاد کو دہراتے ہیں۔ ایما اقبال کے لیے ایک تخلیقی قوت بن چکی تھیں۔ اقبال ایما سے ان کے اہل خانوادہ کی احوال پرسی اور ملکی حالات سے بھی باخبر رہتے تھے:

جہاں اقبال کے خطوط میں مختلف علمی، ادبی، سیاسی، جذباتی، نجی موضوعات ملتے ہیں وہیں رسم دنیا اور اخلاقی قدروں کی پاسداری کرتے ہوئے مختلف صورتحال میں تعزیتی خطوط بھی لکھے۔ بلکہ اقبال کے میسر مکتوبات میں سے تاریخی اعتبار سے کسی بھی خاتون کے نام اقبال پہلا خط تعزیتی نوعیت کا تھا جو انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار اور نیٹل کالج لاہور کے پرنسپل، الفریڈ ولیم سٹرے ٹن کے انتقال پر ان کی بیگم کو لکھا:

"آخر کار وہ ہولناک جنگ اب ختم ہوگئی ہے اور چار سال کی طویل خاموشی کے بعد مجھے دوبارہ آپ کو خط لکھنے کا موقع حاصل ہوا ہے۔ آپ کا ملک ایک عظیم آزمائش سے گزرا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جلد ہی وہ ان نقصانات کو پورا کرسکے گا جو اس جنگ میں اسے پہنچے ہیں۔ اس تمام عرصے میں میں آپ کی اور آپ کے عزیزوں اور بالخصوص آپ کے بھائیوں کی سلامتی کے متعلق بہت تشویش مند رہا ہوں۔ براہ کرم جلد از جلد مجھے اپنے بھائیوں کے حالات کے بارے میں تفصیل سے لکھیے۔ جرمن قوم کو واقعی بہت بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔(۱۰/اکتوبر، ۱۹۱۹ء)"[۲۱]

خطوط کے فنی محاسن:

خواتین کے نام اقبال کے خطوط اردو، انگریزی اور جرمن زبان میں لکھے ہیں، بطور کلی ۶۷ خطوط میں سے ۲۱ اردو میں، ۳۸ انگریزی میں اور ۱۷ خطوط جرمن زبان میں ہیں۔، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اقبال کی بیشتر خط و کتابت اعلی تعلیم یافتہ یا غیر ملکی خواتین سے تھی۔ عطیہ فیضی کے نام ۱ خط اردو اور ۱۰ خطوط انگریزی میں ہیں۔ اقبال نے ایما ویگے ناسٹ کو ۱۰ خطوط انگریزی اور ۱۸ خطوط جرمن زبان میں لکھے۔، جیسا کہ نیچے دیے گئے گراف سے ظاہر ہے:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

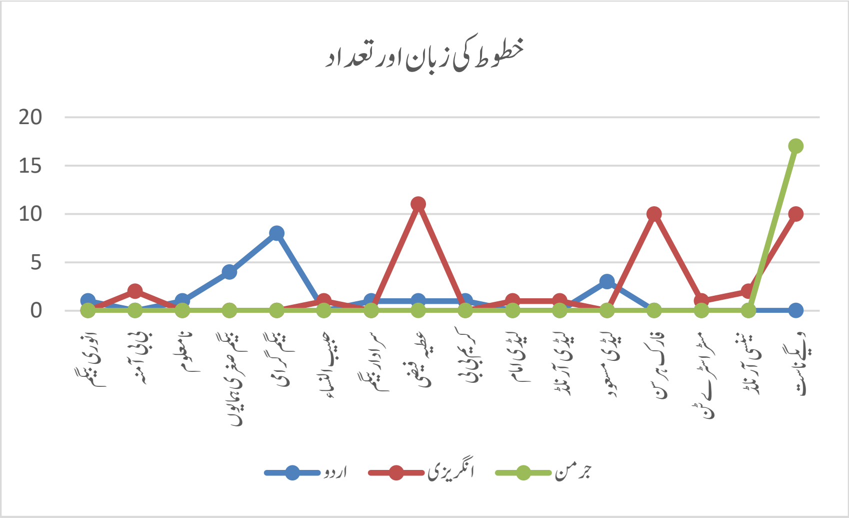

گراف #۱:خواتین کے نام اقبال کے مکتوبات کی زبان

اقبال نے بعض خواتین کو اشعار میں اپنا شاعرانہ کلام بھی پیش کیا ہے۔ سے اگر اقبال کے خطوط کی طوالت دیکھی جائے تو ایسا نہیں ہے کہ اقبال ہمیشہ مختصر یا ہمیشہ طویل خط لکھتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ مکتوب الیہ سے اپنے رشتے کو سامنے رکھ کر خط لکھے۔ اجنبی اور محض شناسا لوگوں کے نام خطوط مختصر لکھے جاتے تھے اور جو بے تکلف احباب اور دوستوں کے نام طویل خط بھی لکھا کرتے تھے۔ عطیہ فیضی کے نام کئی خطوط دو سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں۔ ان خطوط میں سادگی و سلاست ہے۔ موضوعات کی نوعیت کے پیش نظر جہاں مقصود احساسات کا بیان ہو تو ثقیل الفاظ فطری طور پر راہ نہیں پاتے۔، تحریر حق گوئی و بے باکی، اور صاف گوئی پر مبنی ہونے کی وجہ سے غیر ضروری تکلفات سے عاری ہے۔

اقبال نے خطوط میں ایک نئی طرح ڈالی اور مکتوب الیہ کو اس کے رشتہ کی مناسبت سے مخاطب کیا ہے۔ جہاں بے تکلفی ہے وہاں بے تکلفانہ انداز تخاطب اپنایا ہے اور جہاں اجنبی مکتوب الیہان ہیں وہاں انھوں نے اسی مناسبت سے کلمات استعمال کیے ہیں۔ عطیہ فیضی کو "مائی ڈیئر"، "ڈیئر عطیہ فیضی"، اور "مائی ڈیئر عطیہ فیضی" جیسے بے تکلفانہ انداز سے مخاطب کیا ہے اور ایما ویگے ناسٹ کو "عزیزہ من فراؤلائین ویگے ناسٹ"، "میری عزیزہ مس ایما" کو بھی دوستانہ انداز سے مخاطب کرتے ہیں۔ اسی طرح صغری ہمایوں کو اجنبی تخاطب "مخدومہ جناب صغریٰ ہمایوں بیگم صاحبہ" اور "جناب محترمہ تسلیم" جیسے القابات سے مخاطب کرتے ہیں۔ اسی طرح خط کے آخر میں

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

اپنے بے تکلف دوستوں کو "آپ کا ایس۔ایم اقبال"، "دائم آپ کا س۔میم۔اقبال بارایٹ لا"، "آپ کا مخلص ترین اقبال"،اور "آپ کا ایس۔ایم اقبال" وغیرہ لکھتے ہیں۔

ماحصل:

جب بھی کسی شخص کے خطوط کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان خطوط کے مطالعے سے ان شخصیت کے فکر واحساس اور رویوں کا احساس ہوتا ہے۔کیوں کہ خطوط ایک لحاظ سے نجی معاملہ ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خطوط سے انسان کی شخصیت اور فکر کے وہ پہلو بھی عیاں ہو جاتے ہیں جو دیگر تحاریر میں ظاہر نہیں ہوتے۔ علامہ اقبال نے اپنے احباب کو خطوط لکھتے ہوئے نہایت بے تکلف انداز اپنایا ہے۔ دراصل ان کے پیش نظر ان خطوط کی اشاعت ہر گز نہیں تھی۔ علامہ اقبال کے خطوط بنامِ خواتین میں سیاسی موضوعات کے ساتھ ساتھ نجی تکالیف اوراپنے دل کے احساسات وجذبات کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ یہ خطوط اقبال کے فکری ارتقا اور خواتین کے بارے میں ان کے تصورات اور عقائد کو بھی آشکار کرتے ہیں۔ ان خطوط کے مطالعے سے اقبال کی شخصیت اور فن کے عصری شعور کو سمجھا جاسکتا ہے۔ خطوط کی زبان اس دور میں خواتین سے گفتگو میں عمومی رویوں، رکھ رکھاؤ، شائستگی، حد ادب اور تہذیب کا پتہ دیتے ہیں۔ اگر عورتوں سے گفتگو "غزل" کہتے ہیں تو یہ خواتین کے نام اقبال کے یہ خطوط بجا طور پر نثری غزلیات ہیں جن میں انھوں نے اپنے جذبات کی عکاسی میں تہذیبی قدروں کی پاسداری کی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ "اردو میں مکتوب نگاری کی روایت"، شکیل احمد، اردو ریسرچ جرنل، دہلی، جنوری ۲۰۱۸، شمارہ ۱۳، http://www.urdulinks.com/urj/، تاریخ استفادہ، ۱۰ فروری ۲۰۲۲۔

۲۔ شاداب تبسم، ڈاکٹر، "اردو میں مکتوب نگاری"، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار نیو دہلی، ۲۰۱۲ء، ص ۲۹

۳۔ سید مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، بک کارنر جہلم، پاکستان ۲۰۱۶ء، ص ۵۱

۴۔ زیب النساء: اقبال کی اردو نثر، ایک مطالعہ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۹۷، ص:۲۵۷۔

۵۔ کلیاتِ مکاتیب اقبال، جلد ۱، ص ۳۳-۳۴

۶۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ رود"، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، اشاعت سوم، ۱۹۸۵ء، ص ۱۲

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

۷۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اول، ص ۱۱۱۶
۸۔ کلیاتِ مکاتیب اقبال، جلد اول، ص ۱۹۲
۹۔ کلیاتِ مکاتیب اقبال، جلد ا، ص ۳۷۔
۱۰۔ اقبال کی اردو نثر، ایک مطالعہ، ص ۱۶۵،
http://www.iqbalcyberlibrary.net/ur/3728.html، ۱۱ فروری ۲۰۲۲ء۔
۱۱۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۲، ص ۴۰۲
۱۲۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۳، ص ۱۵۲
۱۳۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۳، ص ۹۷
۱۴۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ا، ص ۱۷۳۔۱۷۷
۱۵۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ا، ص ۱۷۸۔۱۸۱
۱۶۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ا، ص ۲۳۸
۱۷۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۳، ص ۴۲۵
۱۸۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ا، ص ۱۳۳
۱۹۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ا، ص ۱۴۰-۱۴۱
۲۰۔ ایوب صابر، پروفیسر، ڈاکٹر، "اقبال کی شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ"، بیت الحکمت لاہور، ۲۰۱۵، ص ۸۹
۲۱۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۲، ص ۱۴۰-۱۴۱